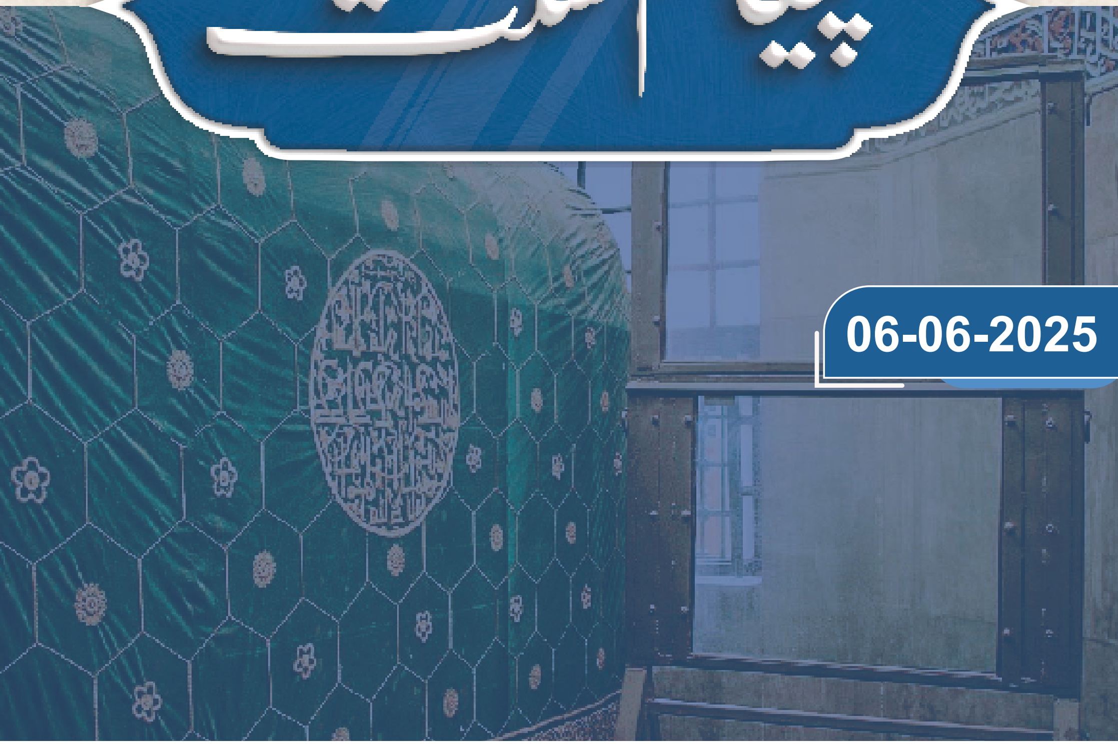
تغیر پذیر حالات کے تناظر میں خطباء کرام کے لیے
علمی و تحقیقی مواد پر مشتمل رہنما خطوط جاری کرنے والا

قندیل بصیرت، برہان صداقت

ہفت روزہ

پیغام سنت



06-06-2025

+91 8686649169
Tahaffuzeshareeat

تحفظ شریعت ٹرسٹ
TAHAFFUZ-E-SHAREEAT TRUST

جاری رہے گا
تا ابد اسوہ خلیل کا

درسِ قرآن

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ (الصافات:100۔102).

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اولاد عطا فرما جو سعادت مندوں میں سے ہو۔ تو ہم نے ان کو ایک نرم دل لڑکے کی خوشخبری دی جب وہ ان کے ساتھ دوڑنے کی عمر کو پہنچا تو ابراہیم نے کہا کہ بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تم کو گویا ذبح کر رہا ہوں تو تم سوچو کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا کہ "ابا جان! جو آپ کو حکم ہوا ہے وہی کیجئے، اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صابروں میں پائیں گے۔

فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ

لِنَفۡسِهٖ مُبِيۡنٌ (سورۃ الصافات: 103 ۔ 113)

ترجمہ: غرض جب دونوں مطیع ہو گئے اور اس نے (باپ نے) اس کو (یعنی اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو) پیشانی کے بل گرا دیا۔ تو ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم (علیہ السلام)! یقیناً تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا بیشک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ درحقیقت یہ کھلا امتحان تھا۔ اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے دیا۔ اور ہم نے ان کا ذکر خیر پچھلوں میں باقی رکھا۔ سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) پر سلام ہو۔ ہم نیکو کاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ بیشک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا۔ اور ہم نے اس کو سیدنا اسحاق (علیہ السلام) نبی کی بشارت دی جو صالح لوگوں میں سے ہو گا۔ اور ہم نے سیدنا ابراہیم و اسحاق (علیہما السلام) پر برکتیں نازل فرمائیں اور ان دونوں کی اولاد میں بعضے تو نیک بخت ہیں اور بعض اپنے نفس پر صریح ظلم کرنے والے ہیں۔

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِىۡ حَآجَّ اِبۡرٰهٖمَ فِىۡ رَبِّهٖۤ اَنۡ اٰتٰٮهُ اللّٰهُ الۡمُلۡكَ ‌ۘ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىۡ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحۡىٖ وَاُمِيۡتُ‌ ؕ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاۡتِىۡ بِالشَّمۡسِ مِنَ الۡمَشۡرِقِ فَاۡتِ بِهَا مِنَ الۡمَغۡرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىۡ كَفَرَ‌ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ‌ۚ. (البقرہ:258)

ترجمہ: کیا تو نے اسے نہیں دیکھا جو سلطنت پا کر ابراہیم (علیہ السلام) سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑ رہا تھا، جب ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا میرا رب تو وہ ہے جو جلاتا

اور مارتا ہے، وہ کہنے لگا میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق کی طرف سے لے آتا ہے اور تو اسے مغرب کی جانب سے لے آ اب تو وہ کافر بھونچکا رہ گیا، اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ.

ترجمہ: اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کیا تو بتوں کو معبود قرار دیتا ہے، میں تجھ کو اور تیری قوم کو کھلی ہوئی گمراہی میں دیکھتا ہوں“ (الانعام 74)

درس حدیث

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي أَخِي عَبْدُ الْحَمِيدِ عَنْ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلْقَى إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ آزَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَى وَجْهِ آزَرَ قَتَرَةٌ وَغَبَرَةٌ فَيَقُولُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ لَا تَعْصِنِي فَيَقُولُ أَبُوهُ فَالْيَوْمَ لَا أَعْصِيكَ فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لَا تُخْزِيَنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ فَأَيُّ خِزْيٍ أَخْزَى مِنْ أَبِي الْأَبْعَدِ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى إِنِّي حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ ثُمَّ يُقَالُ يَا إِبْرَاهِيمُ مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ فَيَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ بِذِيخٍ مُلْتَطِخٍ فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ.(رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آذر سے (قیامت کے دن) ملیں گے آذر کے چہرے پر (اس وقت) سیاہی اور غبار چھایا ہوگا تو اس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کرنا ان کا باپ کہے گا اب میں تمہاری نافرمانی نہ کرونگا تو ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کہ اے میرے پروردگار تو نے مجھ سے حشر کے دن مجھے رسوا نہ کرنے کا وعدہ کیا تھا پس کون سی رسوائی اپنے کم بخت

باپ کی رسوائی سے بڑھ کر ہوگی تو اللہ فرمائے گا کہ میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی ہے پھر ابراہیم سے کہا جائے گا اے ابراہیم علیہ السلام (دیکھو) تمہارے پاؤں کے نیچے کیا ہے وہ دیکھیں گے تو ایک مذبوح جانور خون میں لتھڑا ہوا پائینگے اس جانور کے پیروں کو پکڑ کر دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَام بِسَارَةَ فَدَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيهَا مَلِكٌ مِنْ الْمُلُوكِ أَوْ جَبَّارٌ مِنْ الْجَبَابِرَةِ فَقِيلَ دَخَلَ إِبْرَاهِيمُ بِامْرَأَةٍ هِيَ مِنْ أَحْسَنِ النِّسَاءِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ مَنْ هَذِهِ الَّتِي مَعَكَ قَالَ أُخْتِي ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهَا فَقَالَ لَا تُكَذِّبِي حَدِيثِي فَإِنِّي أَخْبَرْتُهُمْ أَنَّكِ أُخْتِي وَاللَّهِ إِنْ عَلَى الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرُكِ فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي فَقَالَتْ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ وَأَحْصَنْتُ فَرْجِي إِلَّا عَلَى زَوْجِي فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ قَالَ الْأَعْرَجُ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتْ اللَّهُمَّ إِنْ يَمُتْ يُقَالُ هِيَ قَتَلَتْهُ فَأُرْسِلَ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ تُصَلِّي وَتَقُولُ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ وَأَحْصَنْتُ فَرْجِي إِلَّا عَلَى زَوْجِي فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ هَذَا الْكَافِرَ

فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَتْ اللَّهُمَّ إِنْ يَمُتْ فَيُقَالُ هِيَ قَتَلَتْهُ فَأُرْسِلَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا أَرْسَلْتُمْ إِلَيَّ إِلَّا شَيْطَانًا ارْجِعُوهَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَأَعْطُوهَا آجَرَ فَرَجَعَتْ إِلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَام فَقَالَتْ أَشَعَرْتَ أَنَّ اللَّهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَأَخْدَمَ وَلِيدَةً۔(رواہ البخاری)

ترجمہ: ابوالیمان، شعیب، ابولزناد، اعرج، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے سارہ کے ساتھ ہجرت کی ان کو لے کر ایسی آبادی میں پہنچے جہاں باشاہوں میں سے ایک بادشاہ یا ظالم حکمرانوں میں سے ایک ظالم حکمران رہتا تھا اس سے بیان کیا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام یہاں ایک خوبصورت عورت لے کر آئے ہیں آپ علیہ السلام کے پاس اس نے ایک آدمی دریافت کرنے کو بھیجا کہ اے ابراہیم یہ عورت تمہارے ساتھ کون ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا میری بہن ہے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام لوٹ کر سارہ کے پاس گئے اور کہا کہ میری بات کو جھوٹا نہ کرنا میں نے لوگوں کو بتایا کہ تو میری بہن ہے واللہ اس زمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی مومن نہیں اور حضرت سارہ کو اس بادشاہ کے پاس بھیج دیا وہ بادشاہ حضرت سارہ کے پاس گیا وہ کھڑی ہوئیں اور وضو کر کے نماز پڑھی اور دعا کی کہ اللہ اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنی شرمگاہ کی بجز اپنے شوہر کے حفاظت کی ہے تو مجھ پر اس کافر کو مسلط نہ کر تو وہ بادشاہ زمین پر گر کر خراٹے لینے لگا یہاں تک کہ پاؤں زمین پر رگڑنے لگا اعرج کہتے ہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ

نے کہا حضرت سارہ نے کہا کہ یا اللہ اگر یہ مرجائے گا تو لوگ کہیں گے کہ اسی عورت نے بادشاہ کو قتل کیا ہے اس بادشاہ کی یہ حالت دور ہوئی تو پھر ان کی طرف اٹھا حضرت سارہ کھڑی ہوئیں وضو کر کے نماز پڑھی پھر دعا کی کہ اے میرے اللہ اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنے شوہر کے سبب سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہے تو اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ کر وہ زمین پر گر کر خراٹے لینے لگا یہاں تک کہ پاؤں رگڑنے لگا عبدالرحمن نے بواسطہ ابوسلمہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کیا کہ سارہ نے کہا یا اللہ اگر یہ مرگیا تو لوگ کہیں گے کہ اس عورت نے اس کو قتل کیا اس کی یہ حالت جاتی رہی بادشاہ نے دوسری یا تیسری بار کہا کہ واللہ تم نے میرے پاس ایک شیطان کو بھیجا اس کو ابراہیم کے پاس لے جاؤ اور (ہاجرہ) لونڈی ان کو دیدو وہ لوٹ کر حضرت ابراہیم کے پاس گیئں تو کہا کہ آپ نے دیکھ لیا کہ اللہ نے اس کو ذلیل کیا اور ایک لونڈی خدمت کے لئے دلوائی۔

مضمون

’’ذی الحجہ‘‘ اسلامی سال کا سب سے آخری مہینہ ہے ؛ جو ماہ رمضان کے بعد عظمت وفضیلت میں نمایاں شان رکھتا ہے، اس مہینے کا چاند نظر آتے ہی ہر مسلمان کے آگے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تابناک زندگی کا ورق ورق درخشاں ہوجاتا ہے اور اس عظیم الشان قربانی کی یاد تازہ ہوجاتی ہے ؛ جو اس اولو العزم وجلیل القدر پیغمبر اوران کے خانوادے نے پورے اخلاص وجذبہ فداکاری کے ساتھ پیش کی۔

یوں تو تمام انبیاء علیہم السلام کی زندگیاں پوری نسل انسانی کے لئے مشعل راہ اور اسوۂ حسنہ ہیں ؛ لیکن سرورِ کائنات کی ذات گرامی کے بعد قرآن مجید میں جس شخصیت کی زندگی اور کردار کو بطور خاص اسوۂ حسنہ کہا گیا ہے، وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات گرامی ہے۔ جن کے بارے میں اللہ نے سورہ الممتحنہ میں مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ’’ تمہارے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے رفقاء کی زندگیوں میں اسوہ ءحسنہ ہے۔‘‘

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں ہر شخص کے لئے اسوہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے توحید الٰہی کی ازلی اور ابدی صداقتوں پر سب سے پہلے لبیک کہا اور ہر طرف سے کٹ کر، سارے جہاں سے بیزار ہو کر، قول وعمل ونظر وفکر کی پوری حاضری کے ساتھ کلیۃً آپ کی زندگی رب العالمین کے لئے ہوگئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا

قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ ”ہم نے انہیں مختلف آزمائشوں میں ڈالا، جب وہ ہر امتحان و آزمائش میں کامیاب ہوئے تو ہم نے انہیں نسل انسانی کا امام بنا دیا۔“

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ رب العزت کے عظیم الشان رسول اور ہمارے آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد امجد تھے، ابتلا و آزمائش کے ان گنت مراحل سے گزرے، دعوت توحید کے نتیجے میں مسلسل مصائب سے دوچار ہوئے، سفر ہجرت اختیار کیا، اپنی اہلیہ حضرت ہاجرہ اور ننھے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بے آب و گیاہ لق و دق صحرا میں چھوڑا، پھر حکم الہی کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے لخت جگر کی قربانی کے لیے بہ خوشی تیار ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ تبلیغ دین کا ہر راستہ دراصل انقلاب کا راستہ ہے اور شاہراہِ انقلاب پھولوں کی سیج نہیں ہوتی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی اسی انقلابی جدوجہد سے عبارت ہے۔

ذرا تصور کیجیے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام بارگاہ خداوندی میں التجا کرتے ہیں کہ باری تعالیٰ مجھے ایک نیک، صالح اور پاکباز بیٹے سے نواز، اللہ پاک دعائے ابراہیمی کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہیں، بارگاہ خداوندی سے انہیں اطاعت گزار بیٹا عطا ہوتا ہے جن کا نام اسماعیل رکھا جاتا ہے۔ باپ کی آنکھوں کا نور، اور اس کی دیرینہ محبتوں اور چاہتوں کا مرکز، ان کی آخری عمر کا سہارا۔ باپ اور بیٹے کے درمیان اس بے پناہ محبت کو دیکھ کر اللہ رب العزت نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ ابراہیم! اپنے لخت جگر اسماعیل کو ہماری راہ میں قربان کرو! غور کیا جائے تو یہ مقام حیرت و استعجاب ہے۔ اللہ کا پیغمبر یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ آج تک کسی انسان کی قربانی کا حکم نہیں دیا گیا، وہ اس پر لیت و لعل سے بھی

کام لے سکتے تھے اور اس کا قرینہ بھی تھا کیونکہ یہ حکم آپ کو خواب میں دیا گیا تھا؛ لیکن دیکھیے پیغمبر کے ایمان و عمل کی رفعتیں ! انہوں نے ایک لمحہ توقف کیے بغیر سارا ماجرا اپنے بیٹے اسماعیل کو سنایا؛ مگر انہیں حکم نہیں دیا بلکہ ان سے رائے پوچھی ۔قربان جائیں اس پیغمبر زادے کی ایمانی عظمتوں پر بھی جنہوں نے باپ کے خواب کو اللہ کا حکم سمجھتے ہوئے سر تسلیم خم کر کے تاریخ انسانیت میں ذبیح اللہ کا منفرد اعزاز حاصل کیا اور اللہ نے اس عمل کو اس طرح شرف قبول بخشا کہ تا قیام قیامت ہمیشہ کے لیے جاری وساری کر دیا، اقبال مرحوم نے کیا خوب کہا:

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمعیل کو آداب فرزندی

قربانی کی عبادت:

''قربانی'' مذہب اسلام کا ایک خصوصی وصف وشعار اور قرب خداوندی حاصل کرنے کا ایک موثر ترین ذریعہ ہے؛ یہی وجہ ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ زندگی بھر پورے اہتمام کے ساتھ اس عبادت کو انجام دیتے رہے اور وقتاً فوقتاً اس کی ترغیب بھی فرماتے رہے ۔قربانی کی اس اہم ترین عبادت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:148 اور ہم نے ہر امت کے لیے قربانی مشروع کی تا کہ اللہ نے ان کو جو چوپائے بخشے ہیں، ان پر وہ اس کا نام لیں ۔پس تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو اپنے آپ کو اسی کے حوالے کر دو ۔اور خوش خبری دو ان کو جن کے دل خدا کے آگے جھکے ہوئے ہیں ۔جن کا حال یہ ہے کہ جب ان کے سامنے خدا کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں ۔ان کو جو

مصیبت پہنچتی ہے، اس پر صبر کرنے والے، نماز کا اہتمام رکھنے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو بخشا ہے، اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔ 148 (الحج)

ان آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قربانی من جملۂ عبادات ہے۔ انبیاء کی امتوں میں یہ ہمیشہ مشروع رہی ہے، یہ خالص اللہ کے لیے ہے، اسے شرک کے شائبہ سے بھی پاک ہونا چاہیے اور اسے اپنے آپ کو اپنے مالک کے حوالے کر دینے کے جذبے سے انجام دینا چاہیے۔

قربانی کا حکم دے کر اسلام نے انسانی فلاح و بہبود کا سامان کیا، اس کے عظیم مقاصد پر غور و فکر کیا جائے تو کئی اہم پہلو نکھر کر سامنے آتے ہیں۔ اسلام نے محبت و اخوت اور مروت کی جو تعلیم دی اسی کی تجدید ہر سال قربانی کے ذریعے ہوتی ہے، انسانی نفس کی پاکیزگی وطہارت کا جو درس قربانی سے ملتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم جانور کی قربانی کر کے اپنے نفس اور بے جا خواہشات کو قربان کر دیں، اپنے رب کی رضا اور آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لیے اپنی زندگی گزاریں اور صفت تقوی سے اپنے آپ کو متصف کرنے کی کوشش کریں۔

قربانی کا موسم بہار سایہ افگن ہے، ان مبارک ایام میں اللہ کریم کی بارگاہ میں سوائے قربانی کے کوئی عمل اس قدر مقبول و پسندیدہ نہیں۔ ذرا غور کریں! کیا حکمتِ الٰہیہ ہے قربانی میں کہ ان ایام میں دوسرے اعمال صالحہ اس کا بدل نہیں، دراصل یہ دستورِ قدرت رہا ہے کہ حق کے فروغ اور اشاعت کے لیے قربانیوں کی بساط سجائی گئی ہے ،قربانی کے ذریعے مسلمانوں نے حق کی حفاظت کی، فتح ونصرت سے ہم کنار ہوئے، جانور

کی قربانی اپنے رب کی رضا کے لیے کرنا اسلام کے لیے جاں نثاری کا پیغام ہے۔آج ہزاروں باب کھلے ہیں جو ہم سے قربانی کا مطالبہ کرتے ہیں، ہزاروں مسائل ہیں، ہر فیلڈ میں بہ حیثیت مسلمان ہمیں قربانیوں کے لیے تیار رہنا ہے، نفس و مال کی قربانی، وقت و صلاحیت کی قربانی اور بہ وقت ضرورت اسلام کے لیے اپنی جان کی قربانی بھی پیش کر دینا چاہیے۔

یوں تو قربانی کے بے شمار دنیاوی اور اخروی فوائد ہیں جن سے براہ راست دنیا کے تمام مسلمان مستفید ہوتے ہیں، اب آئیے قربانی سے مطلوب کچھ اہم مقاصد پر سرسری نظر ڈالتے چلیں!

بارگاہ الہی کا تقرب اور تقوے کا حصول:

قربانی کے عظیم ترین مقاصد میں ایک اہم مقصد تقوی کا حصول ہے، قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:148 خدا تک نہ ان جانوروں کا گوشت جانے والا ہے اور نہ خون ۔اس کی بارگاہ میں صرف تمھارا تقوی جاتا ہے۔" (الحج) بنیادی طور پر خداوند متعال قربانی کے گوشت کا محتاج نہیں ہے، کیونکہ وہ نہ جسم ہے اور نہ جسمانی تقاضوں کا محتاج، بلکہ وہ ایک بے نیاز ذات ہے؛ جو ہر جہت سے پاک اور ہر ضرورت سے مبرا ہے۔

بہ الفاظ دیگر ،قربانی کو واجب کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم تقوی کے مختلف منازل طے کر کے ایک انسان کامل کی راہ پر گامزن ہو جائیں اور روز بروز خداوند متعال کے قریب تر ہوتے جائیں، اس طرح قربانی کے ذریعے ہمیں اللہ کی قربت حاصل کرنے کا

موقع فراہم ہوتا ہے؛ جیسے کہ خود لفظ قربانی اس بات پر دال ہے۔

غریبوں سے ہمدردی:

اسلام نے قربانی کے درس میں غریبوں کے حقوق کا بھرپور خیال رکھا، غریب ہمارے معاشرے کا اٹوٹ حصہ ہیں، انھیں فراموش کر دینا انسانیت نوازی کے خلاف ہے؛ اسی لیے قربانی کے گوشت میں غربا کا خیال رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے؛ تاکہ وہ بھی ہمارے ساتھ خوشی منائیں، اللہ کی نعمتوں سے مالا مال ہوں، وہ بھی معاشرے کے استحکام میں شریک ہوں اور ان سے ہم دردی کا یہ سلسلہ اس درسِ قربانی کے ساتھ دراز ہوتا چلا جائے کہ پھر ان کے حقوق کا خیال پورے سال رکھا جائے۔ اللہ تعالی نے سورہ حج میں فرمایا کہ قربانی میں سے تم بھی کھاؤ اور فقراء ومساکین کو بھی کھلاؤ۔ معلوم ہوا کہ قربانی انسان کو جاں نثاری، فدا کاری، عفو وبخشش اور ان کے علاوہ حاجتمندوں اور محتاجوں کی مدد کرنے کا سبق سکھاتی ہے۔

اطاعت وجاں نثاری:

آج زندگی کے ہر شعبے میں عزمِ ابراہیمی درکار ہے، اطاعت وجاں نثاریِ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام شجاعت کا استعارہ بن چکی ہے، عید قرباں پر بارگاہِ الٰہی میں قربانی کے ذریعے ہم اس درس کی تجدید کرتے ہیں جو عرب کے ریگ زار میں اللہ کے سچے پیغمبر نے اپنے فرزند کی قربانی پیش کر کے وفا شعاری کا عزم دیا، اور رب کریم کی

اطاعت و فرماں برداری کا درس دیا، پھر عزم جواں چاہیے جس سے اسلام کی فصیل کو اندرونی و بیرونی حملوں سے بچانے کا سامان مہیا ہو سکے۔قربانی کا مقصد یہ ہے کہ رب کی رضا کے لیے جیو، زندگی گزارو اپنے خالق کی خوشنودی کے لیے، جہاں رہو جس حال میں رہو اسلام کے سچے وفادار بن کر رہو، اسلامی احکام پر عمل کرو، اسلامی تہذیب اپنا کر زندگی کامیاب بناؤ؛ یہی ہمارا مقصد ہو کہ ہمارا ہر لمحہ اطاعت الٰہی اور محبت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گزرے، ہمارا ہر عمل اسلام کے مطابق ہو، شریعت پر ہو، شریعت کے خلاف جتنی راہیں ہیں سب سے دور ونفور رہیں۔

اتحاد و اتفاق کی تعلیم:

اللہ تعالیٰ کا اس (قربانی) کو مخصوص دنوں میں مشروع قرار دینا دراصل ہمیں اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ ہم انہی مخصوص دنوں میں ایک ساتھ قربانی پیش کر کے یہ سبق لیں کہ جس طرح ہم نے ایک ساتھ قربانی پیش کی؛ اسی طرح ہمیں دیگر تمام معاملات میں بھی آپس میں مل کر کام کرنا چاہئے اور اتحاد و اتفاق کو اپنا شیوہ بنا لینا چاہئے اور یہ مقصد اسلام کے جملہ ارکان توحید، نماز، روزہ اور حج وغیرہ میں بھی عیاں ہے۔

خلاصہ کلام:

حضرت ابراہیمؑ کے اس واقعہ میں ہمارے لیے موعظت و نصیحت کا سامان ہے ۔ہم نے بھی یہی اقرار کیا ہے کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ ہمارا نہیں ہے اللہ کا ہے، ہم اللہ کے حکم پر چلیں گے، اور اس کے حکم کے سامنے نہ اپنے دل کی بات مانیں گے اور

نہ کسی دوسرے کی خواہش کی پرواہ کریں گے۔ہم جس طرح محض حکم الہی کی بجا آوری میں جانور کی قربانی کرتے ہیں؛اسی طرح اپنی نفسانی خواہشات کو بھی قربان کردیں گے ،تاکہ اختلاف،انتشار،بغض وحسد،کبروغرور،عنادودشمنی،مکروفریب اورحق تلفی وجاہ طلبی کے ذریعہ انسانیت کی تباہی کا ذریعہ نہ بنیں بلکہ عظمت و بلندی کا جومعیارقرآن مجید نے بتایا ہے،اسے ہم اپنی زندگی میں سجابسالیں۔ذات برادری،رنگ ونسل اور دولت وغربت کے سارے امتیازات کو مٹا کراخوت ومساوات،پیارومحبت اورایک خدا کی عبادت و بندگی کی فضا قائم کریں۔

اغراض ومقاصد تحفظِ شریعت ٹرسٹ

کتاب وسُنّت کی تعلیمات کا فروغ

اسلام کے عائلی قوانین کی حفاظت

سلف صالحین کا عادلانہ دفاع

فرقِ ضالہ کا سنجیدہ تعاقب

علمی وتحقیقی مواد کی ترتیب واشاعت

تحفظ شریعت ٹرسٹ

TAHAFFUZ-E-SHAREEAT TRUST

+91 8686649169, +91 91335 62213

17-2-790/A/1, Phool Bagh, Rein Bazaar, Hyderabad, Telangana 500023

+91 8686649169

Tahaffuzeshareeat